السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک حدیث شریف پڑھی ہے جو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے اپنی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول ﷺ میں ذکر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(سَتَفتَرِقُ أُمَّتی عَلَی ثَلَاثٍ وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلُّهَا فِی النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً۔)

''عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی' وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔''

سائل اس مسئلہ کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہے جس کے متعلق امام محمد بن عبدالوہاب نے مذکورہ بالا کتاب میں یہ الفاظ لکھے ہیں: ''یہ مسئلہ عظیم ترین مسائل میں سے ہے' جس نے اس مسئلہ کو سمجھ لیا ہے وہی فقیہ ہے اور جس نے عمل کیا وہ (کماحقہ) مسلم ہے۔ ہم اللہ کریم منان سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔''

سائل مندرجہ ذیل سوالات کا جواب معلوم کرنا چاہتا ہے جو اس حدیث کے متعلق پیدا ہوتے ہیں:

(۱) وہ کون سا نجات پانے والا گروہ ہے جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے؟

(۲) کیا اہل حدیث کے علاوہ دوسرے گروہ مثلاً شیعہ، شافعی، حنفی، تیجانی وغیرہ ان بہتر (۷۲) فرقوں میں شامل ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے؟

(۳) جب ایک کے سوا یہ تمام جہنم میں جانے والے ہیں پھر آپ لوگ انہیں بیت اللہ شریف کی زیارت کی اجازت کیوں دیتے ہیں؟ کیا امام محمد بن عبدالوہاب غلطی پر تھے یا آپ سیدھے رستے سے ہٹ چکے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(۱) شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ علیہ نے مختصر السیرۃ میں اس مشہور صحیح حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر فرمایا ہے جو بہت سے محدثین مثلاً ابوداؤد، نسائی اور ترمذی وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ملتے جلتے الفاظ سے روایت کی ہے۔ ان میں سے ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ:

(افتَرَقَتِ الیَهُودُ عَلَی إِحدَی وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلُّهَا فِی النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَافتَرَقَتِ النَّصَارَی عَلَی اثنَتَینِ وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلُّهَا فِی النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً وَسَتَفتَرِقُ هَذِهِ الأُمَّةُ عَلَی ثَلَاثٍ وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلُّهَا فِی النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً)

''یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے' ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی' ایک کے سوا وہ بھی سب فرقے جہنم میں جائیں گے''1

(مسند احمد ج: ۲' ۳۳۲' ج: ۳' : ۱۲۰' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۵۹۶' جامع ترمذی حدیث نمبر: ۲۶۴۲' سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۴۹۲۹' مستدرک حاکم ج: ۱' ص: ۱۲۸' آجری: الشریعة ص: ۲۵1)

ایک روایت میں فرقہ کے بجائے ''ملة'' کا لفظ ہے-ایک روایت میں ہے کہ ''صحابہ نے عرض کی'' یا رسول اللہ ﷺ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَن کَانَ عَلَی مِثلِ مَا أَنَا عَلَیهِ الیَومَ وَأَصحَابِي) (جامع ترمذي حدیث نمبر: ۲۶۴۳)

''جو اس طریقے پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں''

ایک روایت میں ہے:

(هِيَ الجَمَاعَةُ یَدُ اللهِ عَلَی الجَمَاعَةِ) (معجم صغیر طبرانی حدیث نمبر: ۲۲۴' جامع ترمذي حدیث نمبر: ۲۶۴۳)

''وہ جماعت ہے۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

(مسند احمد ج: ۳' ص: ۱۴۵' ج: ۴' ص: ۱۰۲' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۵۹۷' سنن دارمی ج: ۲' ابن ماجہ حدیث نمبر: ۴۰۴۰' ۴۰۴۱' مستدرک حاکم ج: ۱' ص: ۱۲۸۔ آجری: الشریعہ ص: ۱۸)

نجات یافتہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے' جس طرح مذکورہ بالا حدیث کی بعض روایات میں اس فرقہ کی صفت اور علامت مذکور ہے ۔ جب صحابہ کرامؓ نے پوچھا : ''نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟'' تو (۲) جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَن کَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيهِ الْيَومَ وَأَصْحَابِي)

''جو اس طریقے پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں''

دوسری روایت میں ہے:

(هِيَ الْجَمَاعَة يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَة)

''وہ جماعت ہے ۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے ۔''

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس فرقہ کی پہچان کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں' قول و عمل میں اور اخلاق و کردار میں نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقے پر ہوگا وہ ہر عمل اور ہر پرہیز میں کتاب و سنت کے طریقہ پر چلتے تھے' وہ رسول جن کی یہ صفت ہے کہ a گا اور مسلمان جماعت یعنی صحابہ کرامؓ کے طریقے پر پابند ہوگا ۔ جن کا مقتدا محض اللہ کے رسول

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ٤ ... النجم

''وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے' وہ تو محض وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے ۔''

لہٰذا ہر شخص جو اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی قولی اور عملی سنت اور اجماع امت کی پیروی کرتا ہے' غلط خیالات گمراہ کن خواہشات اور غلط سلط تاویلات سے متاثر نہیں ہوتا' ایسی تلاوت جن کی اس عربی زبان میں گنجائش ہی کی زبان ہے اور جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اور وہ تاویلات شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے بھی خلاف ہیں' جو شخص بھی اس طریق کار عمل کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہے ۔ a نہیں جو رسول اللہ

لیکن جو شخص خواہش نفس کو اپنا معبود بنا بیٹھے اور قرآن مجید اور صحیح احادیث کے مقابلے میں اپنے امام یا سربراہ کی حمایت میں اپنے امام یا سربراہ کی رائے کو ترجیح دے اور کتاب و سنت کی نصوص کی اس انداز کی تاویل کرے جو (۳) عربی زبان کے قواعد اور شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے خلاف ہو' وہ ''جماعت'' سے خارج ہو جاتا ہے اور ان بہتر فرقوں میں شامل ہو جاتا ہے ۔ جس کے متعلق رسول محمد ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ سب جہنم میں جائیں گے ۔ لہٰذا ان فرقوں کی نمایاں علامت جس سے ان کی پہچان ہو سکتی ہے' یہ ہے کہ کتاب و سنت اور اجماع امت کی مخالفت کرتے ہیں اور اس اختلاف کی بنیاد کسی ایسی تاویل پر نہیں ہوتی جو قرآن مجید کی زبان اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو اور جس میں غلطی کرنے والے کو شرعاً معذور سمجھا جاسکے ۔

وہ مسئلہ جو امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور جس کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ جس نے اسے سمجھ لیا اس نے دین کو سمجھ لیا جس نے اس پر عمل کیا وہ صحیح مسلمان ہے' یہ وہی مسئلہ (۴) ہے جو جواب کے دوسرے پیرے میں بیان ہوا' یعنی نجات پانے والے فرقہ کو اس علامت سے پہچاننا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور یہ کہ دوسرے فرقے وہ ہیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔ لہٰذا جس شخص کی وضاحت کے مطابق ان دونوں کا فرق سمجھ لیا' اس نے دین کو (کماحقہ) سمجھ لیا ۔ اسے معلوم ہونا a نے نجات پانے والے فرقے اور ہلاک ہونیوالے فرقے میں اس طرح امتیاز کیا جس طرح نبی ﷺ نے امتیاز کیا ہے اور نبی جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے ساتھ رہنا چاہئے اور وہ کون لوگ ہیں جن سے دور بھاگنا چاہئے جس طرح انسان شیر سے بھاگتا ہے اور جس نے اس صحیح فہم کے مطابق عمل کیا اور اہل حق و ہدایت کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہا وہی صحیح مسلمان ہے ۔ ''نجات یافتہ فرقہ'' کے اوصاف علم و عقیدہ کے لحاظ سے بھی اور قول و عمل کے لحاظ سے بھی اسی پر صادق آتے ہیں ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ سب سے عظیم ہے اور اس کا فائدہ بھی سب سے عظیم اور ہمہ گیر ہے ۔ اللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبدالوہاب پر رحمت فرمائے' جو عظیم بصیرت کے حامل تھے اور دین کی نصوص اور اس کے مقاصد کی گہری سمجھ رکھتے تھے ۔ انہوں نے دین سے لا تعلقی رکھنے والا یہ مسئلہ جو مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کے حامل ہے کبھی اشارتاً بیان فرمایا' جیسے یہاں بیان کیا اور کبھی وضاحت اور تفصیل سے بیان فرمایا' جیسے ان کی اکثر تصنیفات میں پایا جاتا ہے ۔

نے نہیں رکھے ۔ بلکہ ان کی صرف یہ a اسلام کی طرف اپنی نسبت کرنے والی جماعتیں اور گروہ جن ناموں اور القاب سے مشہور ہیں' بہتر فرقوں کی پہچان کیلئے یا ایک دوسرے سے امتیاز کے لئے ان کے یہ نام رسول اللہ (۵) کے سوا a علامت بتائی ہے کہ قرآن و سنت' خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں ۔ خواہشات نفس اور اوہام کی پیروی کرتے ہیں' بغیر علم کے اللہ کے ذمہ باتیں لگا دیتے ہیں' جناب رسول اللہ دوسرے متبوعین کے لئے تعصب رکھتے ہیں' ان کی دوستی اور مخالفت کا دارومدار یہی قائدین ہوتے ہیں ۔ اس کے برعکس نجات یافتہ فرقہ کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ کتاب و سنت کی پیروی کرتے ہیں' مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہتے ہیں' اپنے احساسات' خیالات اور خواہشات پر شریعت کو ترجیح دیتے ہیں ۔ لہٰذا ان کی پسند اور ناپسند شریعت کے احکام کے تابع ہوتی ہے' ان کی محبت اور مخالفت کا دارومدار بھی اسی چیز پر ہوتا ہے ۔ لہٰذا جو کے بیان کردہ پیمانہ کے علاوہ دوسرا پیمانہ اختیار کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے نجات یافتہ اور ہلاک ہونے والے فرقوں کے مابین امتیاز کرے تو اس نے بغیر علم کے بات کی a شخص مختلف فرقوں کی پہچان کے لئے جناب رسول اللہ کی a اور بغیر بصیرت کے اس فرق کا فیصلہ کیا ۔ اس طرح اس نے اپنے آپ پر بھی ظلم کیا اور مسلمان کہلانے والے فرقوں پر بھی ظلم کیا اور جو شخص نجات یافتہ اور ہلاک ہونے والے فرقوں کے مابین امتیاز کرنے کیلئے رسول اللہ وضاحت کی طرف رجوع کرتا ہے اس کا فیصلہ بھی انصاف پر مبنی ہوتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ امت کی ان جماعتوں کے مختلف درجات ہیں ۔ ان میں سے ایک جماعت شریعت کے احکام دل و جان سے تسلیم کرنے اور شریعت کی اتباع کرنے کا انتہائی شوق رکھتی اور دین میں بدعتیں ایجاد کرنے' یا نصوص میں تحریف کرنے' یا ان میں کمی بیشی کرنے سے انتہائی دور بھاگتی ہے تو ایسے خوش نصیب لوگ ہی فرقہ ناجیہ میں شمار ہو سکتے ہیں ۔ تو حدیث کا علم رکھنے والے علماء اور کتاب و سنت کی سمجھ رکھنے والے ائمہ و فقہاء میں ایسے افراد موجود ہیں جو اجتہاد کی اہلیت رکھتے ہیں' شریعت کو تسلیم کرتے اور اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں' البتہ کبھی کبھار کچھ نصوص کی ایسی تاویل کر لیتے ہیں جو درست نہیں ہوتی تو انہیں ایسی غلطی میں معذور قرار دینا چاہئے کیونکہ یہ اجتہادی غلطی ہے ۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شریعت کی بعض نصوص کا انکار کر دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اسلام میں ابھی ابھی (نئے نئے) داخل ہوئے ہیں (اور انہیں ان نصوص کا علم نہیں) وہ اسلامی علاقوں کے دور دراز خطے میں پیدا ہوئے (جہاں اسلامی تعلیمات عام نہیں) تو انہیں یہ شرعی حکم معلوم نہیں ہوسکا جس کا انہوں نے انکار کیا ہے ۔ بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جو کسی گناہ گار کا ارتکاب کرتے ہیں یا ایسی بدعت ایجاد کرتے ہیں جو دائرہ اسلام

سے خارج نہیں کرتی تو یہ مومن نہیں' انہوں نے جو نیکی کی اس لحاظ سے وہ اللہ کے فرماں بردار ہیں اور جس گناہ یا بدعت کا ارتکاب کیا اس کے لحاظ سے گناہ گار ہیں ۔ یہ لوگ اللہ کی مشیت میں داخل ہیں ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں معاف کردے اور اگر چاہے تو عذاب دے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ... ٤٨ ... النساء

''یقیناً اللہ تعالیٰ یہ (گناہ) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے' اس کے علاوہ جس کے (گناہ) چاہتا ہے بخش دیتا ہے ۔''

اور فرمایا:

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ١٠٢ ... التوبة

''اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے' انہوں نے ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے (نیک) اور کچھ برے ۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا ۔''

یہ دونوں قسم کے افراد اپنی غلط تاویل یا لاعلمی کی بنا پر کسی حکم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر نہیں ہوجاتے' بلکہ انہیں معذور سمجھا جاتا ہے اور وہ فرقہ ناجیہ (نجات یافتہ فرقہ) میں شامل ہیں اگرچہ ان کا درجہ پہلی قسم کے افراد سے کم ہے ۔

کچھ لوگ وہ ہیں جو واضح ہونے کے بعد بھی دین کے کسی بنیادی مسئلہ کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں' یا شرعی نصوص کی ایسی بعید تاویل کرتے ہیں جو پہلے گزرے ہوئے تمام مسلمانوںکے خلاف ہوتی ہے ۔ جب ان کے سامنے حق واضح کیا جائے اور مباحثہ ومناظرہ کے ذریعے حجت قائم کردی جائے تب بھی حق کو قبول نہیں کرتے تو ایسے لوگ کافر اور مرتد ہیں' اگرچہ وہ خود کو مسلمان کہیں' اگرچہ اپنے عقیدہ وطریقہ کے مطابق پوری کوشش سے اسلام کی تبلیغ کریں ۔ مثلاً قادیانی جماعت' جنہوں نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہوجانے کے عقیدہ کا انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ غلام احمد قادیانی' اللہ کا نبی اور رسول ہے یا وہ عیسیٰ بن مریمؑ اور مسیحؑ ہے' یا اس کے بدن میں محمد ﷺ یا عیسیٰ علیہ السلام کی روح آگئی ہے اس طرح وہ نبوت ورسالت میں خود مسیحؑ یا محمد ﷺ ہی بن گیا ہے ۔

اہل سنت والجماعت کے چند پختہ اصول ہیں' جن پر وہ فروعی مسائل کی بنیاد رکھتے ہیں اور جزوی مسائل میں نیز خود پر اور دوسروں پر احکام کی تطبیق میں' ان کا لحاظ رکھتے ہیں ۔ (٦)

ان میں سے ایک اصولی مسئلہ یہ ہے کہ ایمان دل کے عقیدہ' زبان کے اقرار اور اس کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے ۔ نیکی کرنے سے امان بڑھتا ہے اور گناہ کرنے سے گھٹتا ہے ۔ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ اطاعت کرے گا اس کے ایمان میں اتنا ہی اضافہ ہوجائے گا اور جس قدر کوتاہی کا مرتکب ہوگا اور کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے گا جو کفر تک نہیں پہنچتا' اسی قدر اس کے ایمان میں کمی واقع ہوجائے گی ۔ یعنی ان کے نزدیک ایمان کے درجات ہیں' اسی طرح فرقہ ناجیہ کے افراد میں بھی ان کے قول و عمل کے مطابق درجات کا فرق پایا جاتا ہے ۔

ایک اصولی مسئلہ یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص یا گروہ پر نشاندہی کرتے ہوئے کفر کا حکم نہیں لگاتے ۔ کیونکہ جب حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو اس کے لاالہ الااللہ کہنے کے بعد قتل کردیا تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ عذر قبول نہیں فرمایا کہ اس نے ان سے جان بچانے کیلیئے کلمہ پڑھا تھا ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)

تم نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اس نے کہا یا نہیں ۔'' 1

(مسند احمد ج: ٤' ص: ٤٣٩' ج: ٥' ص: ٢٠٧' صحيح بخاري حديث نمبر: ٤٢٦٩' صحيح مسلم حديث نمبر: ٩٦' سنن ابي داوٗد حديث نمبر: ٢٦٤٣' سنن ابن ماجه حديث نمبر: ٣٩٧٧ 1)

یعنی خلوص دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کیا ہے یا نہی؟

الا یہ کہ کوئی شخص واضح طور پر کفر کا اظہار کرے مثلاً کسی ایسی بات کا انکار کرے جس کا جزو دین ہونا ہر خاص وعام کو معلوم ہے ۔ یا قطعی اجماع کا انکار کرے' یا ایسی صریح نصوص کی تاویل کرے جن میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں اور جب اس پر واضح کردیا جائے کہ (اس کا یہ عمل کفر ہے) تو بھی اسے چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار نہ کرے (تو ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا) ۔

نے اہل سنت والجماعت کا طریقہ اختیار کیا اور انہی کے اصولوں پر چلے ۔ انہوں نے اہل قبلہ میں سے کسی فرد یا جماعت کو کسی گناہ' بدعت یا تاویل کی وجہ سے نام لے کر کافر نہیں کہا الا یہ کہ اس کے امام الدعوۃ شیخ محمد بن الوہاب کفر کی واضح دلیل موجود ہے اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ اسے حق پہنچایا اور سمجھا جاچکا ہے ۔ حکومت سعودیہ (اللہ اسکی حفاظت فرمائے اور توفیق سے نوازے) اپنی رعیت کے ساتھ برتاؤ کرنے اور ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں اپنے موقف سے نہیں ہٹی ۔ دوسرے ممالک کے مسلمانوں' خصوصاً حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے آنے والوں کے متعلق اس کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ۔ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھتی ہے' انہیں اپنا دینی بھائی سمجھتی ہے' ان تمام کاموں میں ان سے تعاون کرتی ہے جن سے انہیں قوت حاصل ہو ۔ ان کے حقوق کا خیال رکھتی ہے' دور سے آنے والوں کا خوشی سے استقبال کرتی ہے' پوری محبت اور توجہ سے ہر وہ کام کرتی ہے جس سے انہیں حج کے ارکان ادا کرنے میں آسانی ہو ۔ جس نے بھی ان حالات کو دیکھا بھالا ہے اور اس کے معاملات سے واقف ہوا ہے اس سے یہ سب چیزیں مخفی نہیں اور اسے معلوم ہے کہ وہ مسلمانوں کا عام اصلاح کے لئے اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے آنے والے حاجیوں کو زیادہ سے زیادہ راحت اور آرام پہنچانے کے لئے کس قدر کوششیں کر رہی ہے ۔

اس لئے وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو ان کے خفیہ عقائد کی کھوج لگائے بغیر' بیت اللہ کی زیارت کی اجازت دے دیتی ہے ۔ دل کی کیفیت کا کھوج لگانے کی کوشش کرنے کی بجائے ظاہر پر عمل کرتی ہے اور دلوں کے رازوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتی ہے ۔ لیکن کسی شخص یا کسی گروہ کا کفر واضح ہوجائے اور اسلامی ممالک کے محقق علماء کے نزدیک ان کا کفر ثابت ہوچکا ہے' تو پھر اسے لازماً ایسے شخص یا جماعت کو جس کا کفر ثابت ہوچکا ہو حج اور عمرہ کی ادائیگی سے روکنا ہی پڑتا ہے ۔ تاکہ دل میں کفر کی نجاست رکھنے والو ںکو بیت اللہ کے قریب آنے سے روکا جائے اور اللہ تعالیٰکے اس حکم پر عمل کیا جائے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ٢٨ ... التوبة

''اے مومنو! یقینا مشرکین پلید ہیں' لہٰذا وہ اس سال (یعنی ۹ھ) کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔''

اور فرمایا:

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٢٦ ... الحج

''اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں' قیام کرنے والوں' رکوع کرنے والوں اور سجدے کرنے والوں کیلیۓ پاک صاف رکھنا۔''

مذکورہ بالا وضاحت سے اس عظیم مسئلہ کی اہمیت خوب ظاہر ہوگئی جس کی طرف اپنے زمانے کے امام دعوت شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اور جس کی وضاحت سوال میں طلب کی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ علیہ صحیح منہج پر کاربند تھے کیونکہ آپ نے اہل سنت والجماعت کے اصولوں کی پابندی کی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حکومت سعودیہ مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے اولے طرز عمل میں صحیح راستے سے نہیں ہٹی۔ بلکہ وہ اہل سنت والجماعت کے اصولوں پر اسی طرح کاربند ہے' جس طرح امام دعوت کاربند تھے۔ یعنی وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے ظاہر کے مطابق سلوک کرتی ہے اور دلوں کے اندر جھانک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کرتی' لہٰذا جن کی حقیقت پوشیدہ ہوتی ہے ان سے درگزر کرتی ہے اور جو اپنے جرم کو ظاہر کر دیتا ہے اور مسلسل سمجھانے اور بحث ومناظرہ کے بعد بھی اپنے جرم پر اصرار کرتا ہے' اس پر سختی کرتی ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ دارالسلام

ج1

محدث فتویٰ